محافظ ناموس رسالت ﷺ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کی سیرت پر ایمان افروز تحریر!

فاروقی تلوار

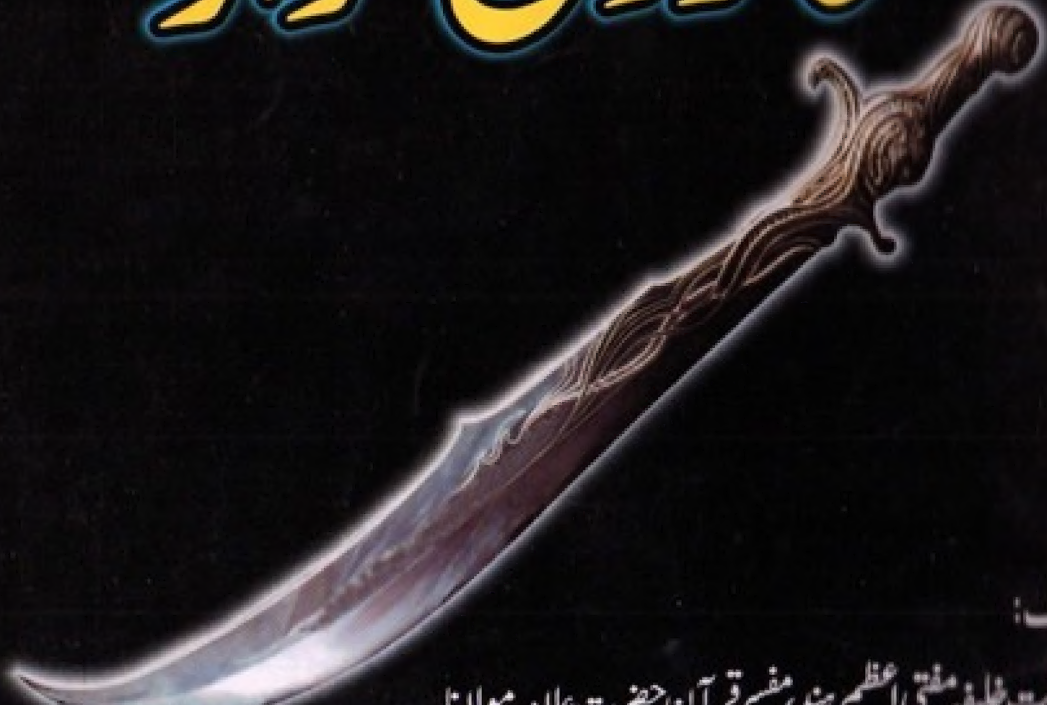

تصنیف:

فیض ملت خلیفہ مفتی اعظم ہند، مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا

مفتی فیض احمد اویسی

محدث بہاولپوری

علیہ رحمہ

تقدیم:

صاحبزادہ **محمد بلال سلیم قادری** مرکزی امیر سنی تحریک

ناشر: **سنی تحریک** شعبہ نشر و اشاعت

منشور سنی تحریک

کسی بھی تحریک کی مستقبل میں کامیابی کا اندازہ اس کے منشور سے لگایا جا سکتا ہے کیونکہ تحریک کا منشور قیادت اور کارکنان کے جذبوں کی عکاسی کرتا ہے۔ سنی تحریک مسلک حق اہلسنت و جماعت کی خالصتاً ایسی تحریک ہے جو حصول مقاصد کے لیے کھوکھلے نعروں کے بجائے عملی جدوجہد پر یقین رکھتی ہے اس تحریک کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں۔

تحفظ ناموس رسالت ﷺ و صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ (ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال: حب نبیکم، وحب اهل بیته و علی تلاوة القرآن الخ) جامع الاحادیث للسیوطی حرف الهمزة الهمزة مع الدال، رقم الحدیث ۹۶۱

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ (۱) اپنے پیارے نبی ﷺ سے محبت (۲) اہل بیت کی محبت (۳) اور قرآن پاک کا پڑھنا۔

نبی کریم ﷺ کی محبت اور ناموس رسالت کا تحفظ ایمان کا جز و لازم ہے جس کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ مگر یہود و نصاریٰ اور ہنود نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخیوں کا ایک منظم سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس کی مثال ماضی میں بھی نظر آتی ہے۔ مگر آج شیطان کے پیروکار یہود و نصاریٰ اور ہنود کے ایجنٹ ملک پاکستان میں بھی لٹریچر، تقریر، تحریر، سوشل میڈیا، کارٹون اور دیگر ذرائع سے حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہیں صرف یہی نہیں صحابہ و اہلبیت کی ناموس پر بھی تواتر کے ساتھ حملے کیے جا رہے ہیں۔

گستاخان رسول ﷺ و گستاخان صحابہ کا قلع قمع کرنے اور ناموس رسالت ﷺ اور ناموس صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم کا تحفظ کرنے کو ہم صرف بنیادی مقصد ہی نہیں بلکہ ایمان کا جز و لازم سمجھتے ہیں۔ اس کے لیے کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

تحفظ عقیدہ ختم نبوت:

حضور علیہ السلام کا خاتم النبیین ہونا اور مسلمان کا اس پر یقین رکھنا ایمان کا جز و لازم ہے حکم ربانی ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔

ترجمہ کنزالایمان: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے (یعنی سب نبیوں میں آخری نبی ہیں) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۴۰) اور اسی طرح حدیث پاک میں ہے انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (المعجم الکبیر للطبرانی الجزء الرابع رقم الحدیث ۲۳) یعنی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مگر افسوس ایک طرف ناموس رسالت پر حملے ہو رہے ہیں تو دوسری طرف عقیدہ ختم نبوت کو ہدف کیا جا رہا ہے۔ منکرین ختم نبوت ناپاک عزائم لیے ختم نبوت پر چاروں طرف سے حملہ آور ہو رہے ہیں دن بدن نئے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ سنی تحریک منکرین ختم نبوت کا قلع قمع کرنے اور عقیدہ ختم نبوت پر پہرا دینے کو اپنی اولین ترجیح اور بنیادی مقصد سمجھتی ہے۔ منکرین ختم نبوت کا مقابلہ کرنے اور ان کے ناپاک عزائم خاک میں ملانے کا ارادہ رکھتی ہے اور سنی تحریک یہ عزم کرتی ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

تحفظ عقائد اہلسنت

آج عقیدہ اہلسنت کو مسخ کرنے یا غلط نظریات رکھنے والی قوتوں کے ساتھ جوڑنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے والی عوام اہلسنت کو عقائد سے گمراہ کرنے والے عناصر کا ہر سطح پر ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔

تحفظ مساجد اہلسنت

سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان جنت نشان ہے: جو اللہ کے لیے مسجد بنائے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا (سنن الترمذی کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی فضل بنیان المسجد رقم الحدیث ۳۱۹)۔ اور ابن ماجہ کی روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو مسجد سے تکلیف دہ چیز نکالے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا (سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب تطهير المساجد وتطییبها رقم الحدیث ۸۰۶)

(بقیہ آخری صفحہ پر)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فاروقی تلوار

{مصنف}

حضور مفسر اعظم پاکستان

فیض ملت، شیخ القرآن و حدیث، خلیفۂ مفتی اعظم ہند،

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

المدینہ لائبریری فیصل آباد
تحفہ
www.fb/almadinalibrary

اشاعت: }{: ۲۵۰۰
صفحات: }{: ۳۲ صفحات
کمپوزنگ: }{: محمد ارسلان اویسی
پروف ریڈنگ: }{: صاحبزادہ مفتی محمد فیاض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ
قیمت: }{:

{ناشر} سنی تحریک شعبہ نشر و اشاعت

اطلاع

اگر آپ کو اس رسالے میں کسی بھی قسم کی کوئی غلطی یا کوئی کمی بیشی نظر آئے تو اسے اپنے قلم سے درست کر کے ہمیں بھیجئے تاکہ ہم آئندہ اشاعت میں اس کمی کو پورا کر سکیں۔

الحدیث والتفسیر حضرت الحاج الحافظ علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا جن کا دریائے فیض آب رواں کی طرح مسلسل جاری وساری ہے (الحمدللہ) اور اللہ تعالیٰ سے دعائے عاجزانہ ہے کہ ان کو حیات خضری اور صحت کاملہ عطا فرمائے (آمین) اور یہ فیض کا سرچشمہ ہر علم دوست انسان کی پیاس بجھاتا رہے۔ آپ کے علم سے ہر خاص وعام یونہی فیضیاب ہوں آپ کو اللہ عزوجل نے محبتوں وشفقتوں کا مینارۂ نور بنایا ہے۔ آپ کی بے مثل شفقتیں ابر رحمت کی طرح ہر خاص وعام کے لئے یکساں ہیں اور آپ کے چاہنے والے آپ کو رہبر کامل جانتے ہوئے آپ کے مقدس نقش پا پر چلنے کی کوشش وسعی کرتے ہیں۔

آپ دور حاضر کی وہ سر تاج شخصیت ہیں کہ آپ کے سائے تلے آ کر کوئی بھی شخص کسی دوسری جانب جانے کا تصور ہی نہیں کر پاتا کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ گوہر مقصود اسے یہیں ملتا ہے۔ آپ کی شخصیت جس طرح ہمہ جہت اور ہشت پہلو ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے علم کا دائرہ بھی اتنا ہی وسیع و بسیط رکھا ہے۔ ماشاء اللہ کسی بھی واحد موضوع کے حوالے سے آپ کی شناخت نہیں کی جا سکتی۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو شریعت وطریقت، سنیت ورضویت سبھی کا بھرپور خزانہ عطا فرمایا اسی طرح علم کا کوئی بھی میدان آپ نے طبع آزمائی سے نہ چھوڑا۔ حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "آپ کے علمی تجربے اور وسعت مطالعہ کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مختلف علوم وفنون پر ان کی تصنیفات تحیر العقول اور عجوبہ روزگار ہیں۔ قلم پر اتنی عظیم قدرت کی مثال اب تک میری نظر سے نہیں گزری بلاشبہ قلمی دنیا میں حضرت ایک نادر الوجود شخصیت کے حامل ہیں۔ یہ کہنا ہرگز ہرگز بے جانہ ہوگا کہ اعلیٰ حضرت کے بعد آج تک کے علماء میں آپ ایک ممتاز ومنفرد گوہر نایاب اور خزانہ علم وحکمت ہیں۔ آپ کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب کی تعداد درجنوں یا سینکڑوں بھی نہیں ہزاروں میں ہے" حضرت کے لئے کسی موضوع پر سیر حاصل گفتگو یا علمی موضوع خواہ کتنا ہی دقیق ہو اس کو قلم کی گرفت میں لانا کچھ مشکل نہیں۔ اس کے تمام اسرار و رموز کو اجاگر کرنا کچھ مشکل نہیں۔ لیکن خود حضرت کی علمی حیثیت کو محیط کرنا ایک مشکل امر ہے یوں کہ یہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ شاید ہی علم کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا موضوع حضرت کی بصیرت وعلمیت سے فیضیاب ہونے سے رہا ہو۔ حضرت کے علمی جواہر پاروں کی فہرست عنوانات کے لحاظ سے خود ایک مکمل کتاب ہے۔ یہاں ہم حضرت کے علمیت اور علمی خدمات کی صرف ایک جھلک کے رقمطراز ہیں۔

حضرت کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ہزاروں کتب ہیں لیکن غیر مطبوعہ کو ہندسوں کے دائرے میں قید نہیں کر سکتے کہ ماشاء اللہ بزرگی یا کوئی بھی عذر آپ کے علم کے دریا کی روانی میں حائل نہیں ہو سکتا (انشاءاللہ) اور یہ خداداد صلاحیت ہر طرف علم کے گوہر نایاب بکھیر رہی ہے۔ مطبوعہ کتب میں فقہ پر کم وبیش 70 کتب موجود ہیں۔ اصول تفسیر کے ضمن میں احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن (حصہ اول) اصول تفسیر ہی کے ضمن میں احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن (حصہ دوم) تفسیر اویسی، دورہ تفسیر کا مجموعہ، اصول تفسیر پر "فیض القدیر فی اصول التفسیر" عربی زبان میں سیرت پاک پر 21 پارے رقم فرمائے۔ (مطبوعہ)

تصوف پر 18 مطبوعہ علم کے گوہر نایاب موجود ہیں، جغرافیہ تاریخ منطق پر بھی 27 تصانیف موجود ہیں، صرف ونحو پر 8 مطبوعہ گوہر اور اس کے علاوہ "حدائق بخشش کی شرح" (۱۴ مطبوعہ جلدیں) آپ کی بے مثل محبت بھری کاوش کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف النوع دینی وشرعی وسماجی موضوعات پر کئی مطبوعہ کتب موجود ہیں جو علم کے پیاسوں کے لئے بحر بیکراں ہیں۔

آیئے ہم سب یہ دعا کریں کہ خداوند آپ کو عمر خضری صحت کاملہ سکون ویکسوئی سے مالا کرتا رہے تاکہ علم کا یہ دریا خلق خدا کو یونہی سیراب کرتا رہے۔ (آمین ثم آمین)

آہ! شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد فیض احمد اُویسی صاحب ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۰ء جمعرات کی صبح تقریبا ساڑھے چھ بجے اس جہان فانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرما گئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" آپ کی تدفین جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں (جس جگہ آپ دورہ حدیث شریف پڑھاتے تھے کے قریب ہی ساتھ) عمل میں آئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ
الطَّاهِرِيْنَ وَعَلٰى اَصْحَابِهِ الْمُهْتَدِيْنَ وَعَلٰى اَحْبَابِهِ الْكَامِلِيْنَ اَجْمَعِيْنَ

فقیر اُویسی غفرلہ نے کتاب "باادب بانصیب" اور "بے ادب بے نصیب" لکھی تو اس میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات بکثرت لکھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گستاخ و بے ادب کے سر قلم کئے یا کم از کم ڈنڈے سے ضرور نوازا اور زبانی سرزنش کا تو کوئی شمار نہیں خواہ وہ بے ادبی عمداً سرزد ہوئی یا خطاً یا سہواً وہ ارتکاب کسی بڑی سے بڑی شخصیت سے ہوا یا معمولی آدمی سے، مسلمان سے یا بے دین سے۔ فقیر نے اسے ایک علیحدہ مجموعہ میں جمع کر کے اس کا نام "فاروقی تلوار" تجویز

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ
وَسَلَّمَ

۲۷ ربیع الاول شریف بروز سوموار مبارک
بہاولپور۔ پاکستان

تعارف } سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فاروق اعظم ہی کی شخصیت ہے جسے سب سے زیادہ خراج تحسین پیش کیا گیا ہے اور دوست ہوں یا دشمن سب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خداداد عظمت کے سامنے سر عقیدت جھکایا ہے۔ نبی رحمت کی نگاہ انتخاب نے انہیں چنا اور وہ عمر بن خطاب سے فاروق اعظم بن کر آسمان انسانیت پر آفتاب کی طرح ایسے چمکے کہ ابدالآباد تک ان کی ضوفشانیاں باقی ہیں۔ فاروق اعظم کا نام نامی ہر جگہ درخشاں و تاباں ہے انہوں نے اسلام کی اشاعت اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے جو عظیم الشان اور مثالی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں تاریخ انسانی قیامت تک ان کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ قبول اسلام سے لے کر تادم آخر آپ نے ہر لمحہ اسلام کی خدمت میں بسر کی۔ پہلی ہجری سے لے کر سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے تک اسلام کے فروغ و اشاعت کے لئے جو تدابیر اور انتظامات کئے گئے غیر قوموں سے جو معاہدات عمل میں آئے ان سب میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل دخل رہا اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کے مشورے کو اہمیت دی اور تقریباً ہر معاملہ میں ان کی رائے کو سب پر فوقیت بخشی۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت بھی صحابہ کرام کو پکارا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لبیک کہنے والوں میں سرفہرست رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر وہ فرض خوش اسلوبی اور تندہی سے انجام دیا جس کا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا۔ حق و باطل کے تمام معرکوں میں فاروق اعظم نے حد درجہ جرأت مردی کا لافانی مظاہرہ کیا اور ہر ہر لمحے محبوب خدا کے دست و بازو بنے رہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں شاید ہی کوئی ایسا واقعہ ہو جو سیدنا فاروق اعظم کی شرکت کے بغیر طے پایا ہو۔

حضرت عمر جب حلقہ بگوش اسلام نہ ہوئے تھے اسلام کی دعوت اور پیغام محدود و مسدود تھا، مسلمان بہت کمزور تھے، اسلام مخفی رکھا جاتا تھا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے

"اے اللہ اسلام کو عمر کے وجود سے عزت عطا فرما" (المستدرک علی الصحیحین للحاکم

کتاب معرفة الصحابة رضی اللہ تعالی عنہ، باب و من مناقب أمیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ، حدیث ۴۴۸۳، الجزء الثالث، الصفحة ۸۹، دار الکتب العلمیة بیروت)

اللہ تعالی نے اپنے محبوب کے دل سے نکلی ہوئی اس دعا کو قبول فرمایا۔ عمر بن خطاب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بن گئے۔ اسلام کی شوکت و سطوت کے دور کا آغاز ہوا، کفر و شرک کے گھر میں صف ماتم بچھ گئی، باطل کے بت کدوں میں کہرام مچ گیا، مسلمانوں کی بے بسی و بے چارگی اور مجبوری و محرومی کا دور ختم ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں "جس روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ ایمان لائے اس روز مشرکین مکہ کہنے لگے کہ آج مسلمانوں نے ہم سے بدلہ لے لیا" حضرت صہیب رضی اللہ تعالی عنہ کے بیان کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایمان قبول کرنے کے بعد اسلام کھل کر سامنے آ گیا اور اسلام کی دعوت اعلانیہ دی جانے لگی۔

(حضرت صہیب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ) پھر ہم کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے اور بیت اللہ کا طواف کرتے، زیادتی کرنے والے سے بدلہ لیتے اور بدزبانی کرنے والے کو دندان شکن جواب دیتے۔ (الطبقات الکبیر، ذکر الطبقة الاولی الخ، اسلام عمر رضی اللہ تعالی عنہ، الجزء الثالث، الصفحة ۲۴۹، مکتبة الخانجی بالقاهرة)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

اللہ تعالی نے عمر کی زبان اور اُن کے دل کو حق سے سرفراز فرمایا۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، باب فی مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ، حدیث ۳۶۸۲، الصفحة ۸۳۶، مکتبة المعارف الریاض)

(اور فرمایا) وہ (حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ) فاروق ہیں جن کے ذریعے حق و باطل میں تفریق کی گئی۔ (الطبقات الکبیر، ذکر الطبقة الاولی الخ، اسلام عمر رضی اللہ تعالی عنہ، الجزء الثالث، الصفحة ۲۵۱، مکتبة الخانجی بالقاهرة)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں "ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس شان سے ہجرت کی کہ ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار، دوسرے ہاتھ میں تیر اور پشت

پر کمان لگا کر خانہ کعبہ میں تشریف لائے۔ سات مرتبہ طواف کیا اور دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر پڑھیں اور سرداران قریش کے حلقہ میں آئے اور با آواز بلند فرمایا کہ جو شخص اپنی میاں کو رنڈوا، اپنی بیوی کو بیوہ اور اپنی اولاد کو یتیم کرنا چاہتا ہو وہ عمر کے مقابل آ جائے۔ اسلام کے اس مرد جلیل کی یہ للکار سب نے سنی لیکن کسی کو مقابلے میں آنے اور آپ کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔ (اسد الغابہ، باب العین، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، باب هجرته رضی اللہ عنہ، الجزء الثالث، الصفحة ۶۴۹)

فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا مقام و مرتبہ حضور کی پاکیزہ نگاہوں میں کیا تھا اس کے لئے ایک سند و شہادت کافی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی دعا میں یاد رکھنا) ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عمرہ کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دے دیا اور فرمایا "یا أُخَیَّ" (اے میرے بھائی) مجھے اپنی دعا میں یاد رکھنا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جب کبھی اس کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "یا أُخَیَّ" (اے میرے بھائی) کائنات کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حدیث ۳۵۶۲، الصفحة ۸۰۹، مکتبة المعارف الریاض)

(مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند العشرة المبشرین بالجنة، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ، حدیث ۲۰۰، الجزء الاول، الصفحة ۱۱۸، دار الکتب العلمیة بیروت)

فاروق اعظم تکمیل انسانیت کے کس مقام پر فائز تھے؟) خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے یعنی فاروق اعظم اس ارفع واعلیٰ اور بلند و بالا مقام پر ہیں جس سے آگے نبوت کا منصب ہے۔

موافقت عمر رضی اللہ تعالی عنہ پر وحی کا نزول) فاروق اعظم کو موافقت وحی کا مرتبہ حاصل ہوا آپ کی زبان الہام کا مرکز بنی بارہا خالق کائنات نے آپ کی رائے پر تائید فرمائی اور جبرئیل کو بھیج کر

عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صاحب رائے پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ فاروق اعظم کا یہ کتنا بڑا اعزاز ہے اور امت میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ ہوتے تھے جو نبی تو نہ تھے مگر صاحب کلام تھے اس دور میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ عمر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب أبی حفص القرشی العدوی رضی اللہ عنہ، حدیث ۳۶۸۹، الصفحۃ ۹۰۰، دار ابن کثیر بیروت)

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ متعدد امور میں وحی خداوندی بالکل اسی طرح آئی جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے تھی۔

ایک مرتبہ مقام ابراہیم کو دیکھ کر حضرت عمر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں تو یہ آیت نازل ہوئی "مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو"

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی القبلۃ ومن لا یری الاعادۃ علی من سہا فصلی الی غیر القبلۃ الخ، حدیث ۴۰۲، الصفحۃ ۱۱۱، دار ابن کثیر بیروت)

اسیران بدر کے بارے میں ایک رائے فدیہ کی تھی اس کے مقابلے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے ان کافروں کو قتل کر دینے کی تھی اس وقت رائے عمر پر تنزیل ہوگئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر واباحۃ الغنائم، حدیث ۴۶۸۷، الصفحۃ ۸۸۹، دار الفکر بیروت)

حضرت عمر بار بار خدا سے دعا کرتے کہ "اے اللہ شراب اور جوئے کے بارے میں کوئی واضح حکم نازل فرما" اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "شراب اور جوا بت اور پانسے ناپاک ہیں ان سے بچو"

(سنن ابی داؤد، کتاب الاشربۃ، باب فی تحریم الخمر، حدیث ۳۶۷۰، الجزء الجزء الثالث، الصفحۃ ۳۲۵، المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت)

ایک منافق نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہ مانا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غداوغیر ت نے اس بات کو گوارا نہ کیا آپ نے اس منافق کو قتل کر دیا کچھ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ عمر نے

ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی خدمت میں عرض کی آقا جو آپ کا فیصلہ نہ مانے مسلمان نہیں ہوتا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی "آپ کے رب کی قسم وہ مسلمان ہی نہیں جو آپ کا فیصلہ نہ مانے" (الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، سورۃ النساء، آیت ۶۰، الجزء الرابع، الصفحۃ ۵۱۹، مرکز ہجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ القاھرۃ)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوئے ہوئے تھے ایک شخص نے بلا اجازت اندر داخل ہو کر آپ کو جگا دیا۔ آپ نے خدا سے دعا کی "اے مولا بلا اجازت گھروں میں داخلے کو حرام کر دے" اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی "اے ایمان والو بغیر اجازت دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو" (ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، سورۃ الاحزاب، الجزء السابع، الصفحۃ ۳۰۱، بالمطبعۃ الکبری الامیریۃ ببولاق مصر)

ایک یہودی سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ یہ جبریل جس کا تذکرہ تمہارے دوست (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا جو اللہ اس کے رسولوں اور جبرئیل ومیکائیل کا دشمن ہے وہ جان لے کہ اللہ بھی اس کا دشمن ہے۔ اس جواب کی تائید میں اسی مفہوم کی آیت نازل ہوگئی۔

(الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، سورۃ البقرۃ، آیت ۹۸، الجزء الاول، الصفحۃ ۴۸۰، مرکز ہجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ القاھرۃ)

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "ہم نے انسان کو کیچڑ والی مٹی سے پیدا کیا" تو حضرت عمر نے بے ساختہ کہا "فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ" چنانچہ انہی لفظوں سے یہ آیت نازل ہوگئی جو بے ساختہ حضرت عمر کی زبان سے نکلے تھے۔ (الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، سورۃ المؤمنون، آیت ۱۳، الجزء العاشر، الصفحۃ ۵۷۵، مرکز ہجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ القاھرۃ)

ایسی بیں سے زائد مثالیں ہیں جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق وحی

خداوندی کا نزول ہوا۔ یہاں بعض کا ذکر کر دیا گیا ہے تفصیل مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب ''قرآن کی زبان'' اور ''قطف الثمر فی موافقات عمر'' کا مطالعہ کیجئے۔

بچوں سے شفقت } حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک گورنر کو چھوڑنے کے لئے اُس کے اعزاز میں حدود مدینہ سے باہر تشریف لائے تو وہاں مدینہ سے باہر کچھ مکانات تھے وہاں کے بچے نکل آئے اور آ کر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگوں سے لپٹ گئے۔ ایمانداری سے بتایئے اگر آپ کے مزاج میں ذرا سی تیزی ہے محلے کو بچوں کو چھوڑیئے خود آپ کے گھر کے جو بچے ہیں وہ بھی آپ کے پاس نہیں پھٹکیں گے کبھی آپ کی ٹانگوں میں نہیں لپٹیں گے اس لئے کہ بچوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ شعور عطا فرمایا ہے کہ وہ نگاہوں سے اندازہ کر لیتے ہیں کہ آیا یہ محبت کرنے والا ہے یا نہیں؟ جب چاہے تجربہ کر لیجئے بچے قدرتی طور پر محسوس کرتے ہیں کہ اس کے دل میں ہماری جگہ ہے وہ جا کے فوراً لپٹ جاتے ہیں اور جب وہ لپٹیں گے تو ٹانگوں میں بھی لپٹ جائیں گے، کمر پر بھی چڑھ جائیں گے، سر پر بھی چڑھ جائیں گے، داڑھی بھی پکڑنے لگیں لیکن اُسے اگر یہ ذرا سا احساس ہو جائے کہ آپ اُس بچے کو نہیں چاہتے تو بچہ آپ کے پاس بھی نہیں پھٹکے گا۔ جب بچے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگوں میں لپٹ گئے گورنر صاحب فرمانے لگے کہ ''اے امیر المومنین آپ نے اتنا بے تکلف کر دیا ہے یہ تو یہاں محلے کے بچے ہیں میں تو کبھی اس طرح اپنے بچوں کو بھی نہیں لپٹاتا'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معاف کیجئے ہم سے غلطی ہوئی آپ کے انتخاب میں میں آپ کو معزول کرتا ہوں اس لئے کہ جو بچوں پر رحم نہیں کرتا وہ خلق خدا پر کیا رحم کرے گا آپ گورنر بننے کے قابل نہیں چنانچہ اُسی وقت معزول کر دیا۔

فائدہ } حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف مظہر جلال تھے بلکہ آپ مظہر جمال بھی تھے اس واقعہ سے بڑھ کر آپ کے مظہر جمال ہونے کی اور دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ گورنر صاحب کو صرف اس لئے معزول فرما دیا کہ اسے بچوں سے پیار نہیں تو ان کے دل میں رحم نہیں اور جس دل میں رحم نہیں وہ حکومت کا اہل نہیں۔ خود فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال ہے کہ محلہ کے چھوٹے بچے

اپنے باپوں سے بھی زیادہ آپ سے مانوس ہیں۔

رفاہی حکومت کا قیام } جدید تمدن میں بعض قومیں بچوں کی پیدائش کے ہی دن سے ان کے لئے وظیفہ مقرر کر دیتی ہیں یہ عموماً اس زمانہ میں ہوتا ہے جب کسی ملک میں کسی خاص جنگی مصیبت کی وجہ سے بچوں کی تعداد کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ بچوں کی اس نگہداشت اور ان کے لئے وظیفہ مقرر کرنے کا یہ سبب نہیں ہوتا کہ حکومت اس کو اپنا فرض گردانتی ہے بلکہ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ بچوں کی تعداد بڑھانے میں لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جا سکے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کام کو حکومت کا فرض اور بچوں کا حق جان کر کیا۔

شروع میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ چاہا تھا کہ قوم کے بچوں کے لئے وظائف کا اجراء اس وقت عمل میں آئے جب ان کا دودھ چھڑایا جائے لیکن جب لوگوں نے دودھ چھڑانے میں عجلت شروع کر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیدائش کی ابتداء ہی سے وظائف کے عطاء کرنے کا اعلان کر دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ، الجزء ۵، الصفحۃ ۱۳۰، دار الفکر بیروت)

لاوارث بچوں کی نگہداشت بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدت طرازی ہے میرے خیال میں جدید طرز کی حکومتیں بھی ان لاوارثوں پر وہ توجہ نہیں مبذول کرتیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مبذول فرمائی تھی۔ آپ کے حیرت انگیز کارناموں میں یہ بھی ایک کارنامہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیکسی یا کسمپرسی کے عالم میں رہتے ہوئے اطفال کی دینی اور عمومی تربیت کے لئے باضابطہ ادارے قائم کر دیئے تھے۔

سنہ ہجری کی ابتدا } ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک درخواست پیش ہوئی اس پر صرف شعبان لکھا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ کیسے معلوم ہو کہ گذشتہ شعبان کا مہینہ مراد ہے یا موجودہ اسی وقت مجلس شوریٰ منعقد ہوئی تمام بڑے بڑے صحابہ کرام جمع ہوئے اور یہ مسئلہ پیش کیا گیا۔ اکثر نے رائے دی کہ فارسیوں کی تقلید کی جائے چنانچہ ہرمزان جو خوزستان کا بادشاہ تھا اور اسلام لا کر مدینہ منورہ میں مقیم تھا طلب کیا گیا۔ اس نے کہا ہمارے ہاں جو حساب ہے

اُسے ماہ روز کہتے ہیں اور اس میں مہینہ اور تاریخ دونوں کا ذکر ہے۔ اُس کے بعد یہ بحث شروع ہوئی کہ سنہ کی ابتدا کب سے قرار دی جائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت نبوی کی رائے دی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول میں ہجرت فرمائی تھی یعنی سال میں دو مہینے آٹھ دن گذر چکے تھے اس لحاظ سے ربیع الاول سے آغاز ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ عرب میں سال محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے دو مہینے آٹھ دن پیچھے ہٹ کر شروع سال سے سنہ قائم کیا گیا۔ (کتاب مقریزی، جلد اول، صفحہ ۲۸۴)

سن ہجری کے متعلق مزید معلومات کے لئے فقیر کا رسالہ "مسلمانو سن ہجری اپناؤ" پڑھیں۔

حضرت عمر قبلہ اول } جب حضرت ابو عبیدہ اور حضرت عمرو ابن العاص نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو یہودیوں نے ہمت ہار کر صلح کی پیش کش کی اور ساتھ یہ شرط عائد کی کہ جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود تشریف لائیں اور معاہدہ صلح اپنے ہاتھ سے تحریر فرمائیں تو حضرت ابو عبیدہ نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا اور لکھا کہ بیت المقدس کی فتح آپ کی تشریف آوری پر موقوف ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معزز صحابہ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے پر اتفاق ہوا کہ آپ کو بیت المقدس ضرور جانا چاہیے آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر کے تمام کاروبار ان کے سپرد کیا اور خود ۱۶ھ رجب کے مہینہ میں روانہ ہوئے۔ ساکنان قبلہ اول منتظر تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سفر خصوصاً قبلہ اول کا سفر بڑی شان و شوکت سے ہوگا، نقارہ و نوبت ہوگی، خدام و حشم ہوگا لیکن یہاں کی حالت بالکل اس کے برعکس تھی تمام حکام کو اطلاع دی جا چکی تھی کہ جابیہ آ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کریں چنانچہ اطلاع کے مطابق یزید بن ابو سفیان اور خالد بن ولید نے یہیں آ کر استقبال کیا۔ شام میں رہ کر ان لوگوں نے عرب کی سادگی کو بھلا دیا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ہوتے تو بدن پر حریر و دیبا کے کرتے اور پر تکلف قبائیں تھیں اور زرق و برق پوشاک سے عجمی معلوم ہوتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو سخت جلال آیا گھوڑے سے اُترے اور سنگریزے اُٹھا کر ان کی طرف پھینکے کہ اس قدر جلد تم نے عجمی عادتیں اختیار کر لیں۔

حضرت عمر کی بدعات } حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں سلطنت اسلامی کا کوئی وسعت ہو گئی تھی جب جدید مسائل کی ضرورت پڑتی تھی تو آپ تمام صحابہ کو جمع کر کے نئے مسئلہ پر بحث فرماتے جب ایک پر اتفاق ہو جاتا تو اسی کو فیصلہ تصور کیا جاتا۔ میں چند کو پیش کرتا ہوں جن کا تعلق زندگی کے مختلف شعبوں سے ہے۔

(۱) بیت المال یعنی خزانہ مقرر کیا (۲) عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے (۳) تاریخ اور سنہ قائم کیا جو آج تک جاری ہے (۴) امیر المومنین کا لقب اختیار کیا (۵) فوجی دفتر ترتیب دیا (۶) زمین کی پیمائش جاری کی (۷) مردم شماری کرائی (۸) نہریں کھدوائیں گئیں (۹) شہر آباد کرائے یعنی کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل (۱۰) ممالک مقبوضہ کو صوبوں میں تقسیم کیا (۱۱) درہ کا استعمال کیا (۱۲) راتوں کو گشت کر کے رعایا کا حال دریافت کرنے کا طریقہ نکالا (۱۳) پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ (۱۴) نماز تراویح جماعت سے قائم کی (۱۵) تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں طلاق بائن قرار دیا (۱۶) شراب کی حد کے لئے ۸۰ کوڑے مقرر کئے (۱۷) وقف کا طریقہ ایجاد کیا (۱۸) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع کرا دیا (۱۹) مساجد میں وعظ کا طریقہ قائم کیا (۲۰) معلموں اور مدرسین کے مشاہرے مقرر کئے۔

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ } سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب معمول نماز فجر کے لئے مسجد نبوی میں آئے، صف درست کرائی، مصلی پر کھڑے ہو گئے مسجد کے ایک کونے سے ایک شخص بجلی کی سی تیزی سے جھپٹا اور اس نے خنجر سے آپ پر پے در پے تین وار کئے۔ امیر المومنین زخموں کی تاب نہ لا کر مصلی پر سے نیچے تشریف لائے۔ (کتاب الطبقات الکبیر، ذکر استخلاف عمر رحمه الله، الجزء الثالث، الصفحة ۳۱۳، مکتبة الخانجي القاهرة)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پکڑو اس کتے کو اس نے تو مجھے قتل کر دیا ہے۔ نماز کی صفیں درہم

برہم ہوگئیں لوگ حملہ آور کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھے تو اس نے اپنا دودھاری خنجر دائیں بائیں چلانا شروع کر دیا اس کشمکش میں بارہ اور حضرات سخت زخمی ہوئے جن میں سے نصف افراد بعد میں شہید ہوگئے۔ ایک صاحب نے پیچھے سے قاتل پر کپڑا پھینک کر اسے دبوچ لیا مگر اس نے اسی خنجر سے خودکشی کر لی۔ (کتاب الطبقات الکبیر، ذکر استخلاف عمر رحمہ اللہ، الجزء الثالث، الصفحۃ ۳۱۳، مکتبۃ الخانجی القاهرة)

سیاسی قتلوں میں عموماً یہی ہوتا ہے یا تو قاتل خودکشی کر لیتا ہے یا پہلے سے مقرر کردہ شخص اسے مار دیتا ہے یہاں پہلی بات یقینی ہے۔

مسجد نبوی مقتل کا نمونہ منظر پیش کر رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوت و عظمت کا پہاڑ تھے سب چھوٹے بڑے ان کے سائے میں اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتے تھے۔ قوت و عظمت کے اس پہاڑ کو یوں منہدم دیکھ کر لوگ ہوش و حواس کھو بیٹھے حالانکہ وہ سب عظیم لوگ تھے۔

ذرا حواس بحا ہوئے تو سب سے پہلے نماز کا خیال آیا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مختصر سورتیں العصر اور الکوثر تلاوت کر کے نماز پڑھائی۔ (کتاب الطبقات الکبیر، ذکر استخلاف عمر رحمہ اللہ، الجزء الثالث، الصفحۃ ۳۱۵، مکتبۃ الخانجی القاهرة)

خون بہہ جانے کے باعث سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری تھی ذرا ہوش میں آئے تو سب سے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ جس نے نماز چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پاس بلایا اور نحیف آواز میں ان سے کچھ فرمایا وہ مسجد سے باہر آئے۔ لوگ گروہ در گروہ کھڑے تھے آپ نے با آواز بلند فرمایا لوگو! امیر المومنین پوچھتے ہیں کیا یہ کام تمہارے ایما سے ہوا ہے؟ لوگ سہم گئے سب نے بیک زبان کہا معاذ اللہ! ہمیں اس کا کچھ علم نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچادی انہوں نے بے ساختہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرا قاتل کوئی ایسا شخص نہیں جو اللہ تعالیٰ کی جناب میں کئے ہوئے کسی سجدہ کو میرے قتل کے لئے حجت بناتا۔ (کتاب الطبقات الکبیر، ذکر

استخلاف عمر رحمہ اللہ، الجزء الثالث، الصفحۃ ۳۱۳، مکتبۃ الخانجی القاهرة)

یکم محرم الحرام ۲۳ھ کو شرف شہادت سے سرفراز ہوگئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ مبارکہ کے اندر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوئے میں مدفون ہوئے۔

حملہ آور ملعون } حملہ آور فیروز لولو ایرانی تھا جو جنگ نہاوند میں گرفتار ہوا تھا اور بطور غلام حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ اس کا خون آلود دودھاری خنجر دیکھ کر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے کل یہ خنجر ہرمزان اور جفینہ کے پاس دیکھا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے جفینہ اور ہرمزان کو فیروز سے سرگوشیاں کرتے دیکھا تھا مجھے دیکھ کر وہ ادھر ادھر بھاگ گئے اور یہ خنجر وہاں گر پڑا۔ چونکہ عرب محلاتی سازشوں سے ناواقف تھے اس لئے ان دو زیرک بزرگوں کا ذہن امیر المومنین کے قتل کی سازش کی طرف نہ گیا ورنہ فیروز کی دھمکی کے پیش منظر میں معاملہ کی تہہ تک پہنچنا کوئی ایسا مشکل نہ تھا۔

کرامات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ } آپ کی متعدد کرامات میں سے صرف ایک مشہور ملاحظہ ہو۔

دریائے نیل کے نام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رقعہ } ایک دفعہ دریائے نیل خشک ہوگیا اسی سے آب پاشی ہوتی تھی اس دفعہ نہ ہوئی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے آکر عرض کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کبھی پہلے بھی کبھی ایسا ہوا ہے تم کیا کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ جب ایسا ہوتا ہے تو ہم ایک جوان حسین لڑکی بھینٹ کر دیتے ہیں اس سے وہ جاری ہو جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جاہلیت کی رسم کبھی نہیں ہوگی میں خلیفہ کو لکھتا ہوں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیل کے نام حکم نامہ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ ”اے نیل! اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہے تو کسی شیطان کے تصرف سے بند ہونے کے

کیا معنی؟ اور اگر یہ نہیں ہے تو ہم کو تیری کچھ پرواہ نہیں اللہ تعالیٰ ہمارا رازق ہے"

آپ کے اس لکھنے پر مخالفین ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ دریا پر بھی حکومت کرتے ہیں مگر "قلندر آنچہ گوید دیدہ گوید" آپ کو شبہ بھی نہ ہوا کہ ایسا نہ ہوا تو عزت کرکری ہوگی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس رُقعہ کو اعلان کے ساتھ لے کر چلے اور مخالفین کا گروہ بھی آپ کے پیچھے چلا۔ مخالفین ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ اس رُقعہ سے اور دریائے نیل کے جوش سے کیا نسبت؟ مگر وہ رُقعہ دریائے نیل میں ڈالنا تھا کہ دریا کو جوش آیا اور لبریز ہو کر چلنے لگا۔

فائدہ) اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظاہر ہیں اسی لئے ایسی کرامات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گورنروں پر نگرانی) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر معاملہ میں کڑی نگاہ رکھتے تھے بالخصوص بڑے عہدیداروں کے بارے میں بہت زیادہ سخت گیر تھے معمولی سی بات پر سخت سزا دیتے چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک واقعہ ملاحظہ ہو

کمانڈر انچیف خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان جنگ میں ایک پڑاؤ کے دوران مجلس منعقد کی اور ایک شاعر کو اپنی تعریف میں کہے گئے کلام پر بڑا سا انعام دے دیا۔ یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئی۔ خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی احتیاط کے ساتھ عوام اور سرکاری عمال کی کاروائیوں کی خبریں حاصل کیا کرتے تھے اُن کو جب یہ بات پہنچی تو فرمایا کہ سپہ سالار کو کھڑا کر کے اس کی پگڑی سے اس کے ہاتھ باندھ دو اور پھر پوچھو کہ یہ روپے تم نے کہاں سے ادا کئے اپنی جیب سے ادا کئے یا فوج کے فنڈ سے۔ اگر جواب یہ ہو کہ اپنی جیب سے ادا کئے ہیں تو یہ صریحاً اسراف، فضول خرچی اور ذاتی نمائش ہے جو کسی مسلمان کے لئے خصوصاً فوج کے سپہ سالار کے لئے ناجائز ہے اور اگر فوج کے فنڈ سے ادا کئے ہیں تو یہ امانت میں خیانت ہے دونوں صورتوں میں تم سپہ سالاری کے اہل نہیں رہے۔ خلیفہ کا حکم تھا کہ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس دار الخلافت مدینہ بھیج دیا جائے اور ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی جگہ سنبھال لیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

تاریخ کے مورخین اس پر اس قدر حیرت زدہ ہوئے کہ انہوں نے اس پر یقین کرنے سے انکار کردیا اور اس کی کئی دوسری توجیہات کیں۔ کسی نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشتی میں گرادیا تھا، کسی نے کوئی دوسری رقابت اس کی وجہ قرار دی لیکن اصل بات یہی تھی کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اسلام کی روایات، قوانین اور تعلیمات کی پابندی ہر مصلحت اور ہر ضرورت سے بالاتر تھی۔ ضمناً عرض کروں کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ معزول ہو کر مدینہ کا سفر کر رہے تھے اور راستے میں محاذ جنگ کی طرف آنے جانے والے فوجیوں سے ملاقات ہوجاتی تو قدرتی طور پر ان کے منہ سے ناراضگی کے الفاظ نکل جاتے یعنی آج کی اصطلاح میں مارشل لاء نافذ کرنے کی دھمکیاں۔ ایک عام فوجی نے ان کی یہ باتیں سن کر سختی کے ساتھ کہا کہ آپ کی باتوں سے بغاوت کی بو آتی ہے اسلامی فوج میں ڈسپلن کے معنی یہ نہیں تھے کہ غلط بات پر بھی سینئر کے سامنے خاموش رہا جائے۔ جواب میں خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بھائی جب تک عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) زندہ ہیں بغاوت نہیں ہوسکتی۔

عبرت ناک) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن العاص کو مصر کا گورنر بنایا ہوا تھا ان کے لڑکے نے ایک مصری کے مقابلہ میں گھوڑا دوڑایا۔ مصری نے دوڑ جیت لی ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر بڑا غصہ آیا اور یہ کہہ کر اُسے مارنا شروع کردیا کہ میں عزت والوں کا بیٹا ہوں۔

مصری نے یہ شکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں پہنچائی تحقیق کرنے پر بات درست نکلی آپ نے حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بھیجا کہ حج کے موقعہ پر اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لائے چنانچہ گورنر مصر اپنے بیٹے کو لے کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُرہ مصری کے ہاتھ میں دے کر کہا لو عزت والوں کے بیٹے کو مارو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے موقعہ کو اس لئے مناسب سمجھا کہ سب لوگوں کو عبرت ہوگی چنانچہ مصری نے تمام حاجیوں کے سامنے گورنر کے بیٹے کو دُرے سے مارا جب اس کا جی بھر گیا تو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''انسان فطری طور پر آزاد پیدا ہوا ہے تم نے اسے کب سے غلام سمجھ لیا ہے'' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کی غلطی کی معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ ایسی غلطی کا ارتکاب نہ ہوگا۔

فاروقی عہد کے عامل } انظام سلطنت کو مختلف شعبوں میں تقسیم کرکے الگ الگ افراد کا انتخاب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے اگرچہ آپ ضلعی اور صوبائی تقسیم کے بانی نہیں ہیں لیکن اسے وسیع ضرور کیا۔ ذیل میں آپ کے عہد کے عمال کی فہرست دی جا رہی ہے

ابوعبیدہ	والی شام	مشہور صحابی اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں
یزید بن ابی سفیان	والی شام	تمام بنوامیہ میں ان سے زیادہ قابل کوئی نہیں تھا
امیر معاویہ	والی شام	سیاست وتدبر میں مشہور
عمرو بن العاص	والی مصر	مصر ان ہی کے ہاتھوں میں فتح ہوا
سعد بن ابی وقاص	والی کوفہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے
عتبہ بن غزوان	والی بصرہ	مہاجرین میں سے تھے بصرہ انہوں نے ہی آباد کیا تھا
ابوموسیٰ اشعری	والی بصرہ	جلیل القدر صحابی ہیں
عتاب بن اسید	والی مکہ معظمہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ معظمہ کا عامل مقرر فرمایا تھا
نافع بن عبدالحارث	والی مکہ معظمہ	جلیل القدر صحابی ہیں ذی وقار خاندان سے متعلق تھے
خالد بن العاص	والی مکہ معظمہ	امرائے قریش میں سے تھے اور نہایت ہی معزز
عثمان بن ابی العاص	والی طائف	طائف میں تدارک انہوں نے ہی کیا تھا
یعلیٰ بن امیہ	والی یمن	اکابر صحابہ میں سے تھے اور فیاضی میں مشہور تھے

علاء بن الحضرمی	والی یمن	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہاں کا عامل مقرر فرمایا تھا بڑے صاحب اثر تھے
عیاض بن غنم	والی جزیرہ	جزیرہ انہوں نے فتح کیا تھا
عمیر بن سعد	والی حمص	بڑے زیرک تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بڑی عزت کرتے تھے
حذیفہ بن الیمان	والی مدائن	مشہور صحابی اور آنحضرت کے رازدار تھے
نعمان	صاحب خراج مدائن	
عثمان بن حنیف	کمشنر بندوبست اضلاع فرات	حساب کتاب اور پیمائش کے کام میں ماہر تھے
خالد بن حرث وحاتی	افسر خزانہ اصفہان	
سمرۃ بن جندب	افسر خزانہ سوق الاہواز	اکابر صحابہ میں سے ہیں
نعمان بن عدی	افسر خزانہ للسلیمان	صحابہ میں سے اول انہی کو مال وراثت ملا
عرفجہ بن ہرثمہ	کمشنر مالگذاری موصل	موصل میں انہوں نے ہی فوجی چھاؤنی قائم کی

امیر المومنین مراد رحمۃ للعلمین (سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم)} یہ ایک مستقل طویل مضمون ہے یہاں اس مناسبت سے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

جان سے پیارا} ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ بے شک آپ سوائے میری جان کے جو میرے دو پہلوؤں میں ہے میرے نزدیک ہر

شئے سے زیادہ محبوب ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی بے شک آپ میرے نزدیک میری جان سے جو میرے دونوں پہلوؤں میں ہے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، وقال سعد قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم "والذی نفسی بیدہ" حدیث ۶۶۳۲، الصفحۃ ۱۶۴۳، دار ابن کثیر دمشق بیروت)

فائدہ:۔ اسی محبت کا کرشمہ تھا کہ آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی بے ادبی بھی گوارا نہ تھی بے ادب اور گستاخ کی گردن اُڑا دینے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔ تفصیل آگے آ رہی ہے

باپ سے پیارا) فتح مکہ میں حضرت عباس ابو سفیان بن حرب کو (جو اب تک ایمان نہ لائے تھے) اپنے پیچھے خچر پر سوار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو اس دشمن خدا کی گردن اُڑا دوں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ابو سفیان کو پناہ دی ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصرا کیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابن خطاب اگر ابو سفیان قبیلہ بنو عدی میں سے ہوتے تو آپ ایسا نہ کہتے۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے عباس جس دن آپ اسلام لائے آپ کا اسلام میرے نزدیک خطاب کے اسلام سے (اگر وہ اسلام لاتا) زیادہ محبوب تھا کیونکہ آپ کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ محبوب تھا۔ (شرح معانی الآثار، کتاب الحجلقی فتح مکۃ عنوۃ، الجزء الثالث، حدیث ۵۴۵۰، الصفحۃ ۳۲۰ و ۳۲۱، عالم الکتب بیروت)

جدائی کی بیقراری) حضرت عمر کو اسلام لانے کے بعد اپنے اسلام کا اخفاء گوارا نہ ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ یہ ہے کہ اپنی اس بہادری کے باوجود

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی حالت کا تحمل نہ فرما سکے سخت حیرانی اور پریشانی کی حالت میں تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضور کا وصال ہو گیا ہے تو اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام طور پر تشریف لے گئے تھے عنقریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی جھوٹی خبر اُڑا رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گم سم دوسرے دن تک بالکل بالکل آواز نہیں نکلی چلتے پھرتے تھے مگر بولا نہیں جاتا تھا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چپ چاپ بیٹھے رہ گئے کہ حرکت بھی بدن کو نہ ہوتی تھی صرف ایک حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دم تھا کہ اس پریشانی کے پہاڑ جیسے وقت کو برداشت کیا اور اس وقت نہایت سکون سے تشریف لا کر اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور باہر تشریف لا کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ اس کے بعد خطبہ پڑھا جس کا حاصل یہ تھا کہ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پرستش کرتا ہو وہ جان لے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا ہو وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس کے بعد کلام پاک کی آیت

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

(پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۴۴)

(اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا) تلاوت فرمائی۔

فائدہ) یہ بھی حضرت عشق کا کرشمہ ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا شجاع اور بہادر انسان

بھی ہوش گنوا بیٹھا۔

فائدہ) چونکہ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کا اہم کام لینا تھا اس لئے اُن کی شایانِ شان اُس وقت یہی حالت تھی اسی وجہ سے اُس وقت جس قدر استقلال اور تحمل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تھا کسی میں بھی نہ تھا۔

نوٹ) اسی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و حمیت اسلامی کے چند واقعات حاضر ہیں۔

فاروقی تلوار) اس سے میری مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلامی حمیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں شدت ہے۔

(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے تو ان کے ہاتھ میں تلوار تھی اسلام لانے کے بعد بھی وہ تلوار ان کے ہاتھ میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔

(۲) ہم حدیثوں میں قدم قدم پر پڑھتے ہیں کہ جب کسی نے شانِ اسلام کے خلاف کوئی بات کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً تلوار اٹھائی۔

(۳) حاطب بن بلتعہ نے مدینہ سے اہلِ مکہ کو ایک خط لکھا جس کے ذریعہ ان کو مسلمانوں کے مخفی حالات معلوم ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً تلوار سنبھال لی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اُتار دوں۔

(۴) ایک غزوہ میں عبداللہ بن ابی نے جو منافقوں کا سردار تھا کہا کہ مدینہ چل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نکال دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی حکم دیجئے کہ اس منافق کا فیصلہ کر دوں لیکن رحمۃ للعالمین نے دونوں موقعوں پر ان کو روک دیا۔

احتساب کے لئے نرمی و ملاطفت کے ساتھ بہت زیادہ دلیری آزادی اور جرأت کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں احتساب کی یہی آخر الذکر شان نمایاں نظر آتی ہے جس کے بغیر کوئی انسان سچائی کے بغیر محتسب نہیں ہو سکتا۔

اسیرانِ بدر اور صلح حدیبیہ کے واقعہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل پر اپنی سمجھ کے مطابق جس طرح عرض و معروض کی اس کا حال ہر اس شخص کو معلوم ہے جس نے صحاح کا مطالعہ کیا ہے۔

(۵) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی نماز جنازہ پڑھنی چاہی تو انہوں نے بے اختیار دامن پکڑ کے روک لیا۔

(۶) کسی کی بھی جرأت نہ ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے معاملہ میں بھی روک ٹوک کرتا لیکن اس معاملہ میں صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کے اندر ممتاز نظر آتے ہیں۔ حضرت سودہ کو باہر نکلنے پر انہی نے ٹوکا تھا اور خود آیت حجاب نے بھی ان کی تائید کی یہاں تک کہ خود حضرت اُم سلمہ کو ایک بار شکایت کرنی پڑی کہ عمر اب تم اس قدر بڑھ چلے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بھی دخل دیتے ہو۔

(۷) حقیقت یہ ہے کہ آزادی صداقت اور دلیری حق ادب کے منافی نہیں ورنہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کون کر سکتا تھا۔

اپنی ذات کے علاوہ جب بھی کسی دوسرے کوئی حرکت صادر ہو جاتی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے ذرا بھی منافی ہوتی تو وہ اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

(۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند عورتیں نہایت اونچی آواز کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے تو سب کی سب اُٹھ کر بھاگ گئیں کہ اس جرأت پر کہیں عمر کی تلوار میں حرکت نہ ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اپنی جان کی دشمنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھ سے ڈرتی ہو۔

(۹) ایک بار طائف کے دو آدمیوں نے مسجد میں شور و غل کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بلا کر کہا کہ اگر تم مسافر نہ ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم مسجد نبوی میں شور کر رہے ہو۔

(۱۰) ایک بار حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن پر حریر کا کپڑا دیکھا تو اس کو پھاڑ دیا۔ ان کے باپ نے کہا کہ تم نے بچے کو دل شکستہ کر دیا۔ فرمایا کہ بچوں کو حریر نہ پہناؤ یعنی بچپن سے انہیں عیش و راحت کا عادی نہ کرو اسلام ہر مسلمان کو سپاہی کی طرح سادہ وضع اور محنت پسند دیکھنا چاہتا ہے۔

(۱۱) رویشد ثقفی ایک شخص تھا جس نے شراب کی دوکان کھولی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوکان میں آگ لگوا دی اور فرمایا "فویسق ہے نہ کہ رویشد"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک گاؤں کو جلوا دیا تھا جس میں شراب کی تجارت ہوتی تھی۔ (طبقات ابن سعد)

(۱۲) سعد بن ابی وقاص نے امیرانہ ٹھاٹ کے ساتھ ایک محل بنایا اور بادشاہوں کی طرح پردہ میں رہنے لگے۔ حضرت عمر کو خبر ہوئی تو اس محل کو جلوا دیا۔ یہ شدت تھی جو اسلامی احتساب کے نمونوں نے ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ یہ امارات اور سلطانی کے بڑے بڑے محل ہی ہیں جن کے اندر انسانیت کی بربادی کی تمام خباثتیں پلیں اور یہی محل ہیں جنہوں نے خلفائے اسلام کی کچی دیواروں کی جگہ بن کر اسلام کی اصلی طاقت کو پاش پاش کر دیا۔

جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے فاروقی تلوار اس کا فیصلہ یوں کریگی [مدینہ طیبہ میں ایک خرانٹ قسم کا لیڈر تھا جس کا نام "بشر" تھا اس منافق کا ایک یہودی سے اختلاف اور جھگڑا ہو گیا۔ اتفاق سے یہودی اس معاملہ میں حق پر تھا اور بشر منافق سراسر بے ایمانی اور ہٹ دھرمی پر کمر بستہ تھا یہودی نے کہا کہ چلو میں تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مان لیتا ہوں وہ جو فیصلہ فرما دیں گے میں اس کو بخوشی تسلیم کر لوں گا۔

بشر منافق جانتا تھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو یقیناً حقانی فیصلہ سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیں گے اور یہودی کو ڈگری عطا فرما دیں گے۔ اس لئے اس نے کہا کہ نہیں ہم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حکم تسلیم نہیں کر سکتے بلکہ تم "کعب بن اشرف" یہودی کے پاس فیصلہ کے لئے چلو جو تمام یہودیوں کا سردار ہے۔ بشر منافق کو یہ امید تھی کہ کعب بن اشرف کو میں رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرا لوں گا مگر جب یہودی اڑ گیا کہ میں تو تمہارے پیغمبر ہی سے فیصلہ کرانا چاہتا ہوں تو مجبوراً مرے دل سے بشر منافق نے بھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مان لیا۔ جب یہ دونوں دربار رسول میں فیصلہ کرانے کے لئے حاضر ہوئے تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو چونکہ وہ حق پر تھا ڈگری عطا فرما دی۔ چنانچہ یہودی نے تو اس حقانی فیصلہ کو دل سے قبول کر لیا مگر بشر منافق کی رگ نفاق پھڑک اٹھی اور اس نے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ میں اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کراؤں گا یہودی اس پر بھی راضی ہو گیا کیونکہ اس کو عدل فاروقی پر پورا پورا اعتماد تھا کہ وہ ایک بال کے کروڑویں حصے کے برابر بھی حق سے ہٹنے والے نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر پہونچے اور آپ کے دربار میں اپنا مقدمہ پیش کیا اور یہودی نے یہ بھی عرض کر دیا کہ دربار رسول سے اس مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہے جس کو میں نے تسلیم کر لیا ہے مگر بشر نے اس کو نہیں مانا اور آپ کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے آیا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشر منافق سے پوچھا کہ کیوں جی کیا واقعی رحمت عالم کے دربار نبوت سے اس مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہے ؟ بشر نے اقرار کر لیا کہ جی ہاں سرکار دو جہاں تو اس مقدمہ کا فیصلہ فرما چکے ہیں۔ یہ سنتا تھا کہ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ اچھا تم لوگ کھڑے رہو میں گھر میں سے آ کر ابھی ابھی اس مقدمہ کا ایسا فیصلہ کر دیتا ہوں کہ پھر کہیں اپیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی یہ فرما کر جلدی جلدی آپ مکان میں داخل ہوئے اور فوراً ننگی شمشیر لے کر جلال اور غیظ و غضب میں باہر نکلے اور بشر منافق کی گردن پر تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا کہ اس کی گردن کدو کی طرح کٹ گئی اور سر تربوز کی طرح دور جا گرا اور یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جاؤ اس مقدمہ کا یہی فیصلہ ہے جو میں نے کر دیا جو ملعون رسول برحق کے حقانی فیصلہ سے منہ موڑے اس کا فیصلہ کرنے والا تلوار سے بہتر دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔

یہودی تو اسلام کی حقانیت سے انتہائی متاثر ہو کر اپنے گھر چلا گیا مگر اس واقعہ سے مدینہ کی سرزمین پر ایک تہلکہ مچ گیا کہ فاروق اعظم نے ایک کلمہ گو کو تلوار سے قتل کر دیا۔

چنانچہ بشر منافق کے تمام رشتہ داروں اور اس کی پارٹی کے معاون و مددگار رسولِ برحق کے دربار میں اس کے خون کا بدلہ لینے کے لئے تیار ہو کر آئے اور قصاص کے طلبگار ہوئے اور قسمیں کھا کھا کر کہنے لگے یا رسول اللہ! بشر کی نیت میں کوئی برائی نہیں تھی اور بہت ہی سچا اور پکا مسلمان تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس کی ایمانداری اور دین داری کی تعریفوں کے بڑے بڑے پل باندھنے لگے اور اپنی منافقانہ روش کے مطابق حلف اُٹھا اُٹھا کر اور قسم کھا کھا کر رحمت عالم کو یقین دلانے لگے کہ بشر اور ہم سب کے سب صاحب ایمان اور سچے پکے مسلمان ہیں۔

منافقین رحمت عالم کے دربار میں اپنی منافقانہ بازیگری کا یہ شرمناک ناٹک اور قابل نفرت کھیل دکھا ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات بینات کو نازل فرما کر ان منافقوں کے پردہ چاک فرما دیا اور ان لوگوں کے مکر و فریب اور سیہ کاریوں کے دام تزویر اور پُرفریب جال کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا اور بشر منافق کے واجب القتل ہونے کا اعلان فرما دیا اور اس کے خون کا کوئی بدلہ نہیں دلایا۔
(تفسیر خزائن العرفان، سورۃ النسائ، آیت ۶۰ تا ۶۴)

فائدہ} گویا مندرجہ ذیل آیات نازل کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاباشی دی ہے اور ساتھ ہی منافقین اور عاشقین کا امتیاز بھی بتا دیا۔ ملاحظہ ہوں

قرآن کی آیات

(۱) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا۝ (پارہ ۵، سورۃ النسائ، آیت ۶۰)

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور اُن کا تو حکم یہ تھا کہ اُسے اصلاً

نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے۔

(۲) وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۝ (پارہ ۵، سورۃ النسائ، آیت ۶۱)

اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

(۳) فَكَیْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ یَحْلِفُوْنَ ﳓ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِیْقًا۝ (پارہ ۵، سورۃ النسائ، آیت ۶۲)

کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد پڑے بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا پھر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور میل ہی تھا۔

(۴) اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِیْغًا۝ (پارہ ۵، سورۃ النسائ، آیت ۶۳)

ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم اُن سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں اُن سے رسا بات کہو۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝ (پارہ ۵، سورۃ النسائ، آیت ۶۴)

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہ} (۱) یہ بہت بڑا کام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبۂ عشق سے کیا۔ ثابت ہوا کہ عشق دلیل کا محتاج نہیں کیونکہ انہیں اس کا حکم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا نہ صراحتاً نہ اشارۃً نہ کنایۃً۔

(۲) جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کام کیا جائے اور وہ شرعی اُصول کے منافی نہ ہو تو اس کا اللہ تعالیٰ بہت بڑا انعام عطا فرماتا ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ کتنا ہی اونچا مرتبہ رکھتا ہو وہ واجب القتل ہے لیکن یہ حکومت کا کام ہے ہم اسے بیزاری ونفرت سے دیکھیں گے اور اس سے کوسوں دور رہیں گے۔ مزید تفصیل وتحقیق فقیر کی کتاب "بدمذاہب سے بیزاری" میں پڑھیے۔

امام مسجد کو قتل کر دیا} ہم ظاہری اطوار کو دیکھ کر سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ نیک لوگ ہیں اس پر سختی وتشدد دین کے خلاف ہے لیکن عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ایسی نرمی بے دینی کی طرف لے جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایسی لچک نہ تھی وہ کسی سے ذرہ بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معمولی سی کمی بھی برداشت نہ کرتے چنانچہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

سورۂ عبس کی ابتدائی آیات سے بظاہر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے شاید ذرا جلالت آمیز لب ولہجہ میں خطاب کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک مسجد کا امام ہمیشہ نماز میں اسی سورت کی قرأت کرتا ہے آپ کی غیرتِ عشق نے یہ گوارا نہ کیا کہ محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو گھٹا کر پیش کیا جائے خواہ ایسی کوشش تلاوتِ قرآن کی آڑ میں ہی کیوں نہ ہو آپ نے ایک آدمی بھیج کر اس امام مسجد کو قتل کروا دیا۔ (تفسیر روح البیان، پارہ ۳۰، سورۂ عبس، الجزء العاشر، الصفحة ۳۳۱، دار الفکر بیروت)

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ} یہ امام تابعین میں سے تھا اور تابعین کا مرتبہ عنداللہ بہت بڑا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت بلند تر ہے۔ اس نزاکت کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خوب جانتے تھے۔ دیکھیے یہ امام صراحۃً گستاخی نہیں کر رہا تھا بلکہ قرآن پڑھتا تھا اور وہ بھی نماز میں لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرزِ ادا سے جان لیا کہ اس کا

قرآن پڑھنا ایک بہانہ ہے اسی لئے قتل کرا دیا۔ ہمارے دور کے گستاخ اس سے بڑھ کر ہاتھ دکھا جاتے ہیں ہمیں ان کی اس کارروائی کا یقین بھی ہوتا ہے لیکن چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔ آج تو جیسے ہوگا لیکن کل قیامت کی سزا بہت سخت ہے۔

انتباہ} ایسے گستاخوں کو قتل کرنا ہمارا کام نہیں یہ حکومت کا کام ہے ہم ان سے بیزار رہیں یہی کافی ہے۔

ابوسفیان کو دھمکی} کتب سیر میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب اسلامی لشکر مکہ کے قریب "مَرُّ الظَّهران" پر خیمہ زن ہوا تو رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہو کر نکلے ذرا دور سردارانِ قریش ابوسفیان حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا سے ملاقات ہوئی آپ نے انہیں بتایا کہ اسلامی لشکر تمہارے سر پر آ پہنچا ہے اور تمہاری خیر اسی میں ہے کہ میرے ساتھ چلو اور سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل کر امان کے طلب گار بن جاؤ۔ چنانچہ آپ ابوسفیان کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں چل پڑے۔ آپ جہاں سے گزرتے پہرہ دار مجاہد اور لشکرِ اسلام کے خیمہ زن سپاہی پوچھتے کون؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر اور حضرت عباس کو پہچان کر بیٹھ جاتے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو آپ آگے بڑھے اور یہ دیکھ کر کہ آپ کے ہمراہ ابوسفیان ہے بولے یہ تو خدا کا دشمن ابوسفیان ہے پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا الحمدللہ کہ تجھ پر کسی شرط اور عہد کے بغیر قابو پانے کا موقع مل گیا۔ پھر تیزی سے بارگاہِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب روانہ ہوئے تاکہ ابوسفیان کے قتل کی اجازت لے لیں۔ دریں اثنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خچر دوڑا کر پہلے بارگاہِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پہنچ گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر قتل ابوسفیان کی اجازت مانگی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے حضرت عمر نے مزید کچھ کہنا چاہا تو حضرت عباس بولے "عمر! اگر یہ بنی عدی بن کعب (حضرت عمر کا قبیلہ) میں سے ہوتا تو تم یہ نہ کہتے

''حضرت عمر نے جواب دیا ''عباس! آپ نے کیا کہا؟ قسم بخدا آپ کا اسلام لانا میرے نزدیک اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا اسلام لانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے اس لئے مجھے بھی آپ کا دوزخ کی آگ سے بچانا اپنے باپ کی دوزخ سے رہائی پانے سے زیادہ اچھا لگا ہے۔ (شرح معانی الآثار، کتاب الحجۃ فی فتح مکۃ عنوۃ، الجزء الثالث، حدیث ۵۳۵۰، الصفحۃ ۳۲۰ و ۳۲۱، عالم الکتب بیروت)

فائدہ) نہ صرف ابوسفیان کو دھمکی دی بلکہ اس کے قتل کرنے کے درپے ہوئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیار کیا بلکہ کہا آپ کا اسلام لانا مجھے باپ کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے اس لئے کہ آپ کے اسلام لانے سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ہے۔

ان حقائق کے بیان کے بعد فقیر اہل اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ ایمان کی پختگی کے لیے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں اس میں دنیا کی بہتری اور آخرت میں نجات ہے۔

فقط

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
بہاولپور۔ پاکستان
۷ ربیع الاول شریف بروز سوموار مبارک

{نظر ثانی کی سعادت ابن حضور فیض ملت محمد فیاض احمد اویسی رضوی حال بستی حامد آباد (رحیم یار خان) ۳ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ شب منگل کو ہوئی}

الحمدللہ مساجد بنانا اور مسلک حق اہلسنت وجماعت کی مساجد کی حفاظت کرنا سنی تحریک کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔ ایک مخصوص گروہ اب تک اغواء اور دہشت گردی کے عمل ہوتے ہوئے بے شمار مساجد اہلسنت پر قبضہ کر چکا ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

دوسری جانب غیرملکی سرمایہ سے عوام اہلسنت کو عقائد سے گمراہ کرنے کے لئے سنی آبادیوں میں دھڑا دھڑ مساجد تعمیر کی جارہی ہیں۔

ہم مساجد اہلسنت اور عوام اہلسنت کے خلاف ہر ملکی اور غیر ملکی سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔

اور مساجد اہلسنت کے تحفظ کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔

تحفظ اوقاف اہلسنت

اولیاء اللہ اور ان کے مزارات شعائر اللہ ہیں اور شعائر اللہ یعنی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ حکم ربانی ہے
وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۔ سورۃ حج آیت 32 (ترجمہ کنزالایمان: جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ حدیث پاک ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ فَيَقُولُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ وَالْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ هٰكَذَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (تفسیر الطبری سورۃ الرعد آیت ۲۳ مصنف عبدالرزاق الجزء الثالث رقم الحدیث ۶۷۱۶)
یعنی محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور ان سے فرماتے سلام ہو تم پر بسبب اس صبر کے جو تم نے کیا اور کیا اچھا آخرت کا گھر ہے اور چاروں خلفاء بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

الحمدللہ آج بھی مسلمان انبیاء و صحابہ و اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دینا سعادت سمجھتے ہیں مگر افسوس ملک پاکستان میں ایک سازش کے تحت محکمہ اوقاف قائم کر کے بے شمار مزارات اور مساجد اہلسنت کو سرکاری تحویل میں لے لیا گیا ہے اور اس محکمہ کا تمام کنٹرول بدعقیدہ لوگوں کے پاس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مزارات پر قوالی، عریانی اور خرافات قبیحہ کو فروغ دینے کی سازش کی جارہی ہے۔ اور مزارات سے ملحقہ اور دوسری کئی مساجد اہلسنت میں بدعقیدہ آئمہ کا تقرر کر کے عوام اہلسنت کو گمراہ کر رہے ہیں۔ جبکہ مزارات کی آمدنی ایک مخصوص گروہ کے عقائد کے پرچار کے لیے خرچ کی جارہی ہے۔ سنی تحریک کا موقف ہے کہ اوقاف کے مزارات و مساجد پر عوام اہلسنت کے علاوہ کسی اور کا کوئی حق نہیں۔ لہذا سنی تحریک ان مزارات و مساجد کو عوام اہلسنت کے حوالے کرانے کی جدوجہد میں مصروف ہے۔

تحفظ حقوق اہلسنت:

پاکستان کا قیام عوام اہلسنت اور اکابرین اہلسنت کی جدوجہد اور قربانیوں کا ثمرہ ہے حضرت پیر آف مانکی شریف، حضرت پیر ابوالحسنات صاحب، حضرت محدث کچھوچھوی، مفتی امیر علی احسنی صاحب، علامہ عبدالعلیم میرٹھی صاحب، مفتی نعیم الدین مرادآبادی صاحب، حضرت پیر عبدالرحمن آف بھرچونڈی شریف، حضرت دیوان سید آل رسول صاحب، مفتی اعظم ہند مصطفی رضا خان صاحب، حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی صاحب، حضرت ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب، حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہم اللہ سمیت سینکڑوں علماء و مشائخ اہلسنت نے اپنے ہزاروں مریدین و عقیدت مندوں کے ہمراہ قیام پاکستان میں مثالی کردار ادا کیا لیکن افسوس اس وقت ایک منظم سازش کے تحت ہر شعبہ زندگی میں عوام اہلسنت کا استحصال کیا جارہا ہے۔ ذرائع ابلاغ اخبار، ٹی وی، ریڈیو، دینی اخبارات میں [illegible] اجارہ داری ہے محکمہ تعلیم میں ہمارا کوئی پرسان حال نہیں اور نصاب تعلیم میں ہمارے عقائد کو مسخ اور ہمارے اکابرین کی قربانیوں کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ حساس اداروں اور اعلیٰ ملازمتوں کے تمام دروازے ہمارے سنی نوجوانوں پر بند ہیں۔ سنی تحریک کا بنیادی مقصد اس استحصال کے خلاف بھرپور منظم دینی و سیاسی جدوجہد کرنا ہے۔

دعاؤں کا طالب
محمد بلال سلیم قادری
مرکزی امیر سنی تحریک۔

سنی تحریک کی تنظیمی سرگرمیاں اور مسلک حق اہلسنت کو درپیش مسائل پر درد بھرے تجزیہ علماء اہلسنت کی تحریریں
عوام اہلسنت کے جذبات اور وہ سب کچھ جو آپ پڑھنا چاہتے ہیں سنی صحافت کا علمبردار ماہنامہ

سنی ترجمان

ماہنامہ سنی ترجمان کراچی

سنی حقوق کی علمبردار سنی تحریک

نومبر 2014

ماہنامہ سنی ترجمان کراچی

سنی حقوق کی علمبردار سنی تحریک

اکتوبر 2014

ماہنامہ سنی ترجمان منگوانے کیلئے رابطہ نمبر 0312-2345061

سنی تحریک

عارضی **مرکزِ اہلسنت**

قادری ہاؤس سعید آباد کراچی